اہل سنت کی معروف کتابوں میں شیعہ راویوں کےنام

مکتوب نمبر۸

حضرت مولانائے محترم ! تسلیم!

آپ کا تازہ مکتوب موصول ہوا۔ آپ کی تحریر اتنی متین، دلائل سے پر اور حقائق سے لبریز تھی کہ میرے لیے چارہ کار ہی نہیں سوا اس کے کہ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے ایک ایک لفظ تسلیم کرلوں۔ البتہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرات اہل سنت نے بکثرت شیعہ راویوں سے روایتیں لی ہیں، اسے آپ نے بہت مجمل رکھا۔ آپ کو ذرا تفصیل سے کام لینا چاہیے تھا۔ مناسب تھا کہ آپ ان شیعہ راویوں کے نام بھی تحریر فرماتے نیز ان کی شیعیت کے متعلق حضرات اہل سنت کا اقرار بھی ذکر کرتے۔ امید ہے کہ آپ میرا مقصد سمجھے گئے ہوں گے۔

س

جوابِ مکتوب

محترمی سلام مسنون!

بہتر ہے میں مختصرا حروفِ تہجی کی ترتیب سے ان شیعہ راویوں کے اسمائے گرامی تحریر کرتا ہوں جن کی روایت کردہ حدیثیں آپ کے یہاں صحاح و دیگر سنن و مسانید میں موجود ہیں۔

ا :-

ابان بن تغلب بن رباح قاری کوفی

علامہ ذہبی ان کے حالات میں لکھتے ہیں :

“ ابان بن تغلب کوفہ کے رہنے والے تھے اور بڑے کٹر شیعہ ہیں لیکن صدوق ہیں۔ ہمیں ان کی سچائی سے غرض ہے ان کی بدعت کا بار ان کے سر ہے احمد بن حنبل ، ابو حاتم اور ابن معین نے انھیں موثق قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ بڑے غالی شیعہ تھے۔ ان سے امام مسلم او ابو داؤد و ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ نے حدیثیں روایت کی ہیں آپ کا انتقال سنہ۱۴۱ھ میں ہوا۔

ابراہیم بن یزید بن عمرو بن اسود بن عمرو نخعی کوفی

علامہ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔

ان کی حدیثیں صحیح بخاری ، مسلم دونوں میں موجود ہیں۔ ان کی پیدائش سنہ۵۰ھ اور انتقال سنہ۹۵ھ یا سنہ۹۶ھ میں حجاج کے مرنے کے چار مہینے کے بعد ہوا۔

احمد بن مفضل ابن کوفی حفری

ان سے ابوذرعہ و ابو حاتم نے روایت کی اور ان کی بیان کی ہوئی حدیث سے اپنے مسلک پر دلیل پیش کی ہے حالانکہ ابوزرعہ و ابو حاتم نے ان کی شیعیت کی صراحت بھی کی ہے۔ علامہ ذہبی نے ابوحاتم کا یہ فقرہ احمد بن مفضل کے متعلق نقل کیا ہے کہ احمد بن مفضل رؤساء شیعہ

میں سے تھے اور صدوق تھے ان کی روایت کردہ حدیثیں سنن ابی داؤد ، سنن نسائی دونوں میں موجود ہیں۔

اسماعیل بن ابان

امام بخاری کے شیخ ہیں۔ بخاری و ترمذی دونوں نے ان کی حدیث سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے جیسا کہ علامہ ذہبی نے تحریر کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے یہ بھی ان کے متعلق لکھا ہے کہ یحی و احمد نے ان سے حدیثیں لی ہیں۔ اور بخاری نے انھیں صدوق کہا ہے۔ امام بخاری نے متعدد جگہ صحیح بخاری میں بلاواسطہ ان کی حدیثیں ذکر کی ہیں۔

اسماعیل بن خلیفہ ملائی کوفی

ان کی کنیت ابو اسرائیل ہے اور اسی کے ساتھ مشہور بھی ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کا تذکرہ میزان الاعتدال میں ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ بڑے متعصب شیعہ اور ان لوگوں میں سے تھے جو عثمان کو کافر کہتے ہیں اور بھی بہت کچھ ان کے متعلق لکھا ہے لیکن ان سب کے باوجود ترمذی نے اور دیگر اصحابِ سنن نے ان سے روایت کی ہے۔ ابوحاتم نے ان کی حدیثوں کو حسن کہا ہے۔ ابوزرعہ نے کہا ہے کہ صدوق ہیں اگر چہ خیالات غالیانہ تھے امام احمد نے کہا ہے کہ ان کی حدیثیں درج کرنے کے قابل ہیں۔ ابن معین نے ثقہ کہا۔ فلاس نے کہا یہ جھوٹ

بولنے والوں میں نہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح ترمذی میں موجود ہیں۔ ابن قتیبہ نے معارف میں انہیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔

اسماعیل ابن زکریا خلقانی کوفی

ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ صدوق ہیں اور شیعہ ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن سے صحاح ستہ میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ ان کی حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ سنہ ۱۷۴ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔

اسماعیل بن عباد بن عباس طالقانی

صاحب بن عباد کے نام مشہور ہیں ابو داؤد و ترمذی نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ جیسا کہ امام ذہبی نے میزان میں صراحت کی ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ بڑے با کمال ادیب اور شیعہ تھے۔ ان کی شیعیت میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا اور شیعیت ہی کی وجہ سے سلطنت بویہہ کی وزارت عظمی پر فائز ہوئے۔ یہ پہلے وہ شخص ہیں جو صاحب کے لقب سے ملقب ہوئے اس لیے کہ یہ موید الدولہ بن بویہ کے جوانی کے زمانہ سے مصاحب رہے اور اور موید الدولہ ہی نے ان کا نام صاحب رکھا اور برابر سی نام سے پکارے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اسی نام سے مشہور ہوگئے اور ان کے بعد جو شخص وزارت کے درجہ پر آیا وہ بھی صاحب ہی کے نام سے پکارا گیا۔ یہ پہلے موید الدولہ کے وزیر رہے اس کے مرنے پر اس کے بھائی فخر الدولہ

نے بھی انھیں وزارت عظمی پر برقرار رکھا۔ جب ان کا انتقال ہوا (۲۴ صفر سنہ۳۸۵ھ میں ۹۵ برس کی عمر میں) تو شہر رے کے دروازے بند ہوگئے اور تمام لوگ ان کے مکان پر آکر جنازہ کا انتظار کرنے لگے خود بادشاہ فخرالدولہ اور وزراء، و سروران فوج جنازہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ یہ بڑے جلیل القدر عالم اور گرانقدر کتب و رسائل کے مصنف شخص تھے۔

اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابی کریمہ مشہور مفسر

جو سدی کے نام سے شہرت رکھتے ہیں

علامہ ذہبی نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ متہم بالتشیع ہیں اور حسین بن واقد مروزی سے اس کی بھی روایت کی ہے کہ انھوں نے ابوبکر و عمر کو سب و شتم کرتے سنا تھا مگر ان سب کے باوجود ثوری ابوبکر بن عباس و غیرہ نے ان سے حدیثیں لیں اور امام مسلم و ترمذی و ابوداؤد ، ابن ماجہ، نسائی صاحبانِ صحاح نے ان کی حدیثیں اپنے مسلک کی تائید میں درج کی ہیں۔ امام احمد نے انھیں ثقہ، ابن عدی نے صدوق کہا ہے۔ یحی بن سعید کا قول ہے کہ میں نے ہر ایک کو دیکھا کہ وہ سدی کو اچھا ہی کہتا ہے اور سبھی نے اس سے حدیثیں لی ہیں سنہ۱۲۷ھ میں انتقال کیا ہے۔

اسماعیل بن موسی فزاری کوفی

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن عدی ان کے متعلق کہتے تھے کہ شیعیت میں بہت زیادہ غلو رکھنے کی وجہ سے لوگ انھیں ناپسند کرتے تھے اور عبدان بیان کرتے تھے کہ ہناد اور ابن شیبہ ہمارا اسماعیل کے پاس جانا پسند نہیں کرتے تھے اور کیا کرتے تم لوگ اس فاسق کے پاس جاکر کیا کرتے ہو جو بزرگوں کو سب وشتم کیا کرتاہے۔ ان سب کے باوجود ابن خزیمہ، ابو عرویہ اور بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کا استفادہ کیا اور یہ اس طبقہ کے شیخ تھے جیسے ابوداؤد و ترمذی وغیرہ۔ ان سب حضرات نے ان سے حدیث لی اور اپنے اپنے صحیح میں درج کی۔ ابوحاتم نے انھیں صدوق کہا ہے۔ نسائی نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ان سے حدیث لینے میں۔ سنہ۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔ بعض لوگ انھیں سدی کا نواسہ بتاتے ہیں۔

ت :-

تلید بن سلیمان کوفی

ابن معین نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ عثمان کوسب وشتم کیا کرتے تھے۔ بعض عثمانیوں نے سن لیا۔ انھوں نے اسے تیر مارا جس سے ان کا پیر ٹوٹ گیا۔ ابوداؤد نے ان کے متعلق کہا کہ یہ رافضی ہیں۔ ابوبکر و عمر کو سب وشتم کیا کرتے تھے مگر ان سب کے باوجود احمد و ابن نمیر نے ان سے تحصیل حدیث کی۔ امام احمد نے ان کے متعلق کہا کہ تلید شیعہ ہیں مگر ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صحیح ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ث :-

ثابت بن دینار

جو ابوحمزہ ثمالی کے نام سے مشہور ہیں ان کی شیعیت اظہر من الشمس ہے۔ ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ثویر بن ابی فاختہ

ام ہانی بنت ابی طالب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ذہبی نے ان کے رافضی ہونے کی صراحت کی ہے۔ امام محمد باقر(ع) کے عقیدت مندوں میں تھے ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ج : -

جابر بن یزید جعفی کوفی

علامہ ذہبی نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ علماء شیعہ میں سے تھے۔ نیز سفیان سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے جابر کو کہتے سنا۔ علم پیغمبر(ص) سے علی(ع) کی طرف منتقل ہوا اور علی(ع) سے حسن(ع) کی طرف۔ ایک امام سے دوسرے امام تک منتقل ہو کر امام

جعفر صادق(ع) تک پہنچا یہ امام جعفر صادق(ع) کے زمانہ میں تھے اور آپ نے بکثرت حدیثیں حاصل کیں چنانچہ خود جابر کہا کرتے تھے کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں امام محمد باقر(ع) کی روایت کردہ ہیں۔ جابر جب امام محمد باقر(ع) سے کوئی حدیث روایت کر کے بیان کرتے تھے تو کہتے مجھ سے وصی الانبیاء نے بیان کیا۔ علامہ ذہبی نے میزان میں زائدہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جابر رافضی ہیں۔ سب و شتم کیا کرتے ہیں، ان سے امام ابو داؤد وترمذی ، نسائی نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ سفیان ثوری نے انھیں حدیث میں بہت محتاط کہا ہے۔ شیعہ نے صدوق قرار دیا ہے۔ وکیع نے ثقہ کہا ہے سنہ ۱۲۷ھ میں انتقال کیا۔

جریر بن عبدالحمید جنبی کوفی

علامہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑی حمدو ثنا کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ جریر اہل رے کے عالم اور صدوق ہیں اور ان کے اقوال سے کتابوں میں استدلال کیا جاتا ہے اور ان کے ثقہ ہونے پر جملہ محدثین کا اجماع و اتفاق ہے۔ ان کی حدیثیں صحیح بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہیں سنہ۱۷۸ھ میں انتقال کیا۔

جعفر بن زیاد احمر کوفی

امام ابوداؤد نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ صدوق ہیں اور شیعہ ہیں۔ ابن عدی نے انھیں صالح اور شیعہ لکھا ہے۔ ابن معین نے ثقہ، امام احمد نے صالح الحدیث فرمایا ہے۔ صحیح ترمذی و سنن نسائی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۶۷ھ میں انتقال کیا۔

جعفر بن سلیمان ضبعی بصری

علامہ ابن قتیبہ نے معارف صفحہ ۲۰۶ میں انھیں مشاہیر شیعہ میں لکھا ہے ابن سعد نے ان کی شیعیت اور ثقہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ ابن عدی ان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ شیعہ ہیں ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ان کوئی حرج نہیں اور ان کے حدیثیں قابل انکار نہیں اور میرے نزدیک اس قابل ہیں کہ ان کی حدیثیں قبول کی جائیں۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں انھیں زاہد علمائے شیعہ میں سے لکھا ہے ان کی حدیثیں صحیح مسلم و نسائی میں موجود ہیں سنہ۱۷۹ھ میں انتقال کیا۔

جمیع بن عمیرہ بن ثعلبہ کوفی تیمی

میزان الاعتدلال میں ہے کہ ان کے متعلق ابو حاتم کا یہ فقرہ ہے کہ صالح الحدیث اور شرفا الشیعہ سے ہیں۔ جامع ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ح :-

حارث بن حصیره کوفی

ابوحاتم رازی، ابو احمد زبیری، ابن عدی ، یحی بن معین ، امام نسائی وغیرہ نے ان کی شیعیت کی تصریح بھی کی ہے اور ان کے ثقہ ہونے کا بھی اقرار کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے انھیں صدوق لکھا ہے۔ امام نسائی نے ان سے حدیثیں لی ہیں۔

حارث بن عبداللہ ہمدانی

صحابی و حواری امیرالمومنین(ع) ، ابن قتیبہ نے مشاہیر شیعہ میں پہلے ان کا ہی نام لکھا ہے۔ ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ کبار علماء تابعین سے تھے اور ابن حبان انھیں بہت غالی شیعہ کہا کرتے تھے۔ جمہور اہلسنت انھیں اسی شیعیت کی وجہ سے بہت دشمن رکھتے تھے مگر باوجود اس کے ان کے علم و فضل اور ثقہ ہونے سے کسی کو انکار نہیں۔ سنن ترمذی ، نسائی، ابن ماجہ وابو داؤد میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۶۵ھ میں انتقال کیا۔

حبیب بن ابی ثابت اسدی

کوفہ کو رہنے والے اور تابعی ہیں۔ ابن قتیبہ نے معارف میں شہرستانی نے ملل و نحل میں انھیں مشاہییر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ ان سے جملہ اربابِ صحاح ستہ نے بلا تردد روایتیں لی ہیں۔ سنہ ۱۱۹ ھ میں انتقال کیا۔

حسن بن حیَ

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھتے ہیں یہ اجلہ علماء میں سے ہیں اور ان میں شیعیت کی بدعت موجود تھی۔ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ ظالم حکام پر خروج جائز جانتے تھے۔ عثمان پر ترس نہیں کھاتے تھے۔ ابن سعد نے طبقات جلد۶ میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ثقہ ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح ہیں اور یہ شیعہ تھے۔ ابن قتیبہ نے بھی ان کی شیعیت کی تصریح کی ہے۔ صحیح مسلم اور دیگر سنن میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۱۰۰ ھ میں پیدا اور سنہ۱۹۹ھ میں انتقال کیا۔

حکم بن عتیبہ کوفی

ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۱۱۵ھ میں انتقال کیا۔

حماد بن عیسیٰ

صاحب منتہی المقال و غیرہ نے انہیں علماء شیعہ میں سے لکھا ہے اور ہر ایک نے انہیں ثقہ و معتمد سمجھا ہے۔ و امام موسی کاظم(ع) کے اصحاب میں سے ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ترمذی اور دیگر سنن میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

حمران بن اعین

مشہور ترین صحابی امام محمد باقر(ع) و امام جعفر صادق(ع) ۔ سنن ابی داؤد و غیرہ میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

خ : -

خالد بن مخلد قطوانی کوفی

امام بخاری کے شیخ الحدیث ہیں۔ علامہ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ۲۸۳ میں اور امام ابو داؤد نے انہیں شیعہ اور صدوق لکھا ہے۔ امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کی حدیثیں اپنی صحیح میں درج کی ہیں اور بھی دیگر اصحاب سنن نے ان کی شیعیت سے واقف ہوتے ہوئے ان کی حدیثوں سے کام لیا ہے۔

ز : -

زبید بن حارث بن عبدالکریم کوفی

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ یہ ثقات تابعین مین سے ہیں اور ان میں تشیع تھا۔ اس کے بعد ذہبی نے بہت سے علماء و محدثین کے اقوال ان کے ثقہ ہونے کے متعلق نقل کیے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں موجود ہیں۔ سنہ۱۲۴ھ میں انتقال کیا۔

زید بن الحباب کوفی تمیمی

ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں ذکر کیا ہے اور علامہ ذہبی نے انھیں عابد ، ثقہ اور صدوق لکھا ہے اور ان کے ثقہ و صدوق ہونے کے متعلق دیگر بہت سے علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

س :-

سالم بن ابی الجعد اشجعی کوفی

ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ۲۰۳ میں ابن قتیبہ نے معارف صفحہ۱۵۶ علامہ شہرستانی نے ملل و نحل جلد۲ صفحہ۲۷ میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے علامہ ذہبی نے انھیں ثقات تابعین میں لکھا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

سالم بن ابی حفصہ عجلی کوفی

علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اور علامہ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ ۲۳۴ میں ان کی شدت تشیع کی کیفیت ذکر کی ہے۔ ان کی حدیثیں جامع ترمذی میں موجود ہیں۔ سنہ۱۳۷ھ میں انتقال کیا۔

سعد بن طریف الاسکاف حنظلی کوفی

علامہ ذہبی نے علماء محدثین کے اقوال ان کے تشیع کے متعلق درج کیے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح ترمذی میں موجود ہیں۔

سعید بن اشوع

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ کوفہ کے قاضی تھے اور مشہور صدوق ہیں۔ امام نسائی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ان میں کوئی خرابی نہ تھی۔ جو

زجانی نے کہا ہے کہ یہ بڑے غالی اور شیعیت میں حد سے بڑے ہوئے تھے۔ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

سعید بن خیثم

یحی بن معین سے ان کے متعلق پوچھا گیا کہ سعید بن خیثم شیعہ ہیں آپ ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ انھوں نے کہا شیعہ ہوں گے مگر ہیں ثقہ جامع ترمذی و سنن نسائی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

سلمہ بن الفضل الابرش

رے کے قاضی تھے۔ ان کی شیعیت کی علماء نے صراحت کی ہے مگر ارباب صحاح نے ان سے حدیثیں لی ہیں۔ چنانچہ جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

سلمہ بن کمیل بن حصین حضرمی

علامہ قتیبہ نے معارف صفحہ ۲۰۶ میں، علامہ شہرستانی نے ملل و نحل جلد۲ صفحہ۲۷ میں ان کو مشاہیر شیعہ میں لکھا ہے۔ جملہ ارباب صحاح ستہ نے ان کی حدیثوں سے کام لیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں سنہ ۱۲۱ھ میں انتقال کیا۔

سلیمان بن صرد خزاعی کوفی

شیعیان عراق کے بزرگ ترینِ فرد اور مرجع مومنین بزرگ تھے۔ انتقام خون حسین(ع) لینے والوں کے راس و رئیس اور قائد بھی تھے۔ جملہ ارباب سیر و تاریخ نے ان کے علم و فضل زہد و ورع عبادت کا فراخ دلی سے تذکرہ کیا ہے جنگِ صفین میں امیرالمومنین(ع) کے ہمراہ تھے۔ دشمنان اہل بیت(ع) کو گمراہ سمجھتے تھے ان کی حدیثیں صحیح مسلم و صحیح بخاری دونوں میں موجود ہیں۔

سلیمان بن طرخان تیمی بصری

ابنِ قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں ذکر کیا ہے ان کی حدیثوں سے اربابِ صحاح نے بھی کام جلیا ہے اور دیگر محدثین بے بھی صحیح بخاری و مسلم دونوں میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۴۳ھ میں انتقال کیا۔

سلیمان بن قرم بن معاذضبی کوفی

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے متعلق ابن حبان کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ بڑے غالی رافضی تھے اور ابن عدی نے ان کے متعلق یہ کہا ہے کہ ان کی حدیثیں عمدہ ہیں۔ صحیح مسلم، سنن ابی داؤد ، جامع ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

سلیمان بن مہران کاہلی کوفی مشہور بہ اعمش

یہ بزرگان شیعہ سے ایک جلیل القدر فرد اور کبار محدثین میں نامور بزرگ ہیں بہت سے محققین علماء اہل سنت مثلا ابن قتیبہ نے اپنی معارف میں اور علامہ شہرستانی نے اپنی ملل ونحل میں اور دیگر حضرات نے ان کی شیعہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں جوزجانی کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ باشندگان کوفہ میں سے ایک جماعت ایسی تھی کہ لوگ ان کے عقائد و مذہب کو ناپسند سمجھتے تھے۔ مگر وہی حضرات محدثین کوفہ کے راس و رئیس تھے مثلا ابو اسحاق منصور زبید یامی اور اعمش اور انھیں جیسے دیگر حضرات کو ان کے سچے ہونے کی وجہ سے ان کی حدیثوں کو لوگوں نے سر آنکھوں پر رکھا جو زجانی کا یہ فقرہ جس قدر رکیک اور ان کے تعصب کا مظہر ہے پوشیدہ نہیں۔ ناصبی لوگوں نے ان بزرگوں کے مذہب و عقائد کو جو پسند نہیں کیا تو محض اس جرم کی وجہ سے کہ یہ حضرات اہل بیت(ع) کی محبت دل میں رکھ کر ان کے دامن سے متمسک ہوکر اجر رسالت پیغمبر(ص) ادا کرتے تھے۔ ناصبی افراد نے ان کی حدیثوں کو سر آنکھوں پر جو رکھا تو محض اس وجہ سے نہیں کہ یہ حضرات سچے تھے بلکہ اس لیے کہ بغیر ان کی طرف رجوع کیے ہوئے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اگر ایسے حضرات کی حدیثیں یہ ناصبی لوگ ٹھکرا دیتے تو

پیغمبر(ص) کی ساری حدیثیں ہوا ہوجاتیں۔ سنن و آثار پیغمبر(ص) کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ جیسا کہ خود علامہ ذہبی نے ابان بن تغلب کے تذکرہ کے سلسلہ میں اعتراف کیا ہے۔

اعمش کے چند عجیب و غریب نوادر ہیں جو ان کی جلالت و قدر کا ظاہر کرتے ہیں چنانچہ علامہ ابن خلکان ان کے حالات میں یہ واقعہ لکھتے ہیں کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ عثمان کے فضائل اور علی(ع) کی برائیاں مجھے لکھ بھیجو۔ اعمش نے ہشام کا خط لے کر بکری کے منہ میں دے دیا اور وہ اس خط کو چبا گئی اور قاصد سے کہا جا کر ہشام سے کہہ دینا کہ تمہارے خط کا یہی جواب ہے۔ قاصد نے کہا کہ ہشام نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں تمہارا جواب لے کر نہ گیا تو مجھے قتل کر ڈالے گا۔ قاصد نے اعمش کے اعزہ و احباب سے بھی سفارش کرائی۔ جب سب نے اصرار کیا تو انھوں نے جواب میں لکھا۔

‘‘ اگر دنیا بھر کے لوگوں کے فضائل عثمان کو حاصل ہوجائیں اور دنیا بھر کے لوگوں کی برائیاں علی(ع) میں اکٹھا ہوجائیں تو تمہیں کیا تم اپنے آپ کو دیکھا کرو۔’’

علامہ بن عبدالبر نے ان کا ایک واقعہ یہ نقل کیا ہے کہ فضل بن موسی بیان کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے ہمراہ اعمش کی عیادت کو گیا ابو حنیفہ نے کہا اے ابو محمد (اعمش) اگر تمہارے بارِ خاطر نہ ہوتا تو میں جتنی بار تمہاری عیادت کو آتا ہوں اس سے زیادہ آتا۔ اعمش نے کہا کہ خدا کی قسم جب تم اپنے گھر میں ہوتے ہو تو بھی میرے لیے بارگراں ہوتے ہو جب میرے پاس ہوگے تو میرا کیا حال ہوگا؟

ایک اور ان کا واقعہ شریک بن عبداللہ قاضی کی زبانی ہے۔ شریک کہتے ہیں کہ میں اعمش کے مرض الموت میں ان کے پاس حاضر تھا کہ اتنے میں ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ اور امام ابوحنیفہ ان کی عیادت کو آئے۔ لوگوں نے ان کی مزاج پرسی کی، انھوں نے انتہائی کمزوری و

نقاہت کا ذکر کیا۔ اپنی خطاؤں پر اپنی ہراسانی ظاہر کی اور کچھ آب دیدہ سے ہوگئے۔ امام ابو حنیفہ مڑے اور انھوں نے فرمایا : اے ابو محمد! خدا سے ڈریے اور اپنے اوپر ترس کھائیے۔ آپ حضرت علی(ع) کے متعلق ایسی حدیثیں بیان کرتے تھے اگر آپ ان سے توبہ کرلیتے تو آپ کے لیے اچھا ہوتا۔ اعمش نے کہا۔ تم میرے ایسے شخص کے لیے ایسی بات کہتے ہو اور خوب سخت و سست سنایا۔ مختصر یہ کہ اعمش بڑے ثقہ و معتمد عالم و فاضل بزرگ تھے۔ ان کے صدق و عدالت تقوی و پرہیزگاری پر سب کا اتفاق ہے۔ جملہ ارباب صحاح و غیرہ نے ان کی روایت کردہ حدیثوں سے کام لیا ہے۔

صحیح بخاری ، صحیح مسلم سب ہی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۶۱ ھ میں پیدا ہوئے۔ سنہ۱۴۸ھ میں انتقال کیا۔

ش :-

قاضی شریک بن عبداللہ بن سنان بن انس نخعی کوفی

ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں ذکر کیا ہے۔ میزان الاعتدال علامہ ذہبی میں بہ ذیل حالاتِ شریک مذکور ہے۔ عبداللہ بن ادریس خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ شریک شیعہ ہیں۔ اسی میزان میں یہ بھی ہے کہ ابو داؤد درہاوی روایت کرتے ہیں کہ ہم نے شریک کو کہتے سنا کہ :

“ علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر”

“ علی(ع) تمام خلائق میں سب سے بہتر ہیں جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا۔”

مطلب یہ ہے کہ حضرت علی(ع) بعد رسول اﷲ(ص) سب سے بہتر ہیں۔ شریک منجملہ ان حضرات کے ہیں جنھوں نے امیرالمومنین(ع) کے نص خلافت کی حدیثیں روایت کی ہیں چنانچہ میزان الاعتدال میں ایک مرفوع حدیث ابوہریرہ سے ہے:۔

“لکل نبی وصی و وارث وان علیا وصیی و وارثی”

“ ارشاد فرمایا پیغمبر(ص) نے کہ ہر نبی کا وصی و وارث ہوا کرتا ہے اور علی(ع) میرے وصی و وارث ہیں۔”

یہ شریک امیرالمومنین(ع) کے فضائل و مناقب کی نشر و اشاعت میں بڑے مستعد و سرگرم اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کر کے بنوامیہ کو خوب زچ کیا کرتے تھے۔

مورخ ابن خلکان نے اپنی کتاب و فیات الاعیان میں بسلسلہ حالاتِ شریک کتاب درۃ الغواص سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

“ ایک اموی شخص شریک کی صحبت میں اٹھا بیٹھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ شریک نے حضرت علی(ع) کے فضائل بیان کیے۔ اس پر اموی نے کہا : “ نعم الرجل علی” اچھے شخص تھے علی(ع)۔” اس پر شریک کو غصہ آگیا اور بگڑ کر کہنے لگے کہ کیا علی(ع) کے لیے بس یہی کہہ دینا کافی ہے؟ نعم الرجل” اچھے شخص تھے۔” اس سے زیادہ کچھ اور نہیں کہنے کو؟۔”

شریک کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد کسی کو بھی س میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں رہے گا کہ یہ دوستدارانِ اہلبیت(ع) میں سے تھے اور علماء اہلبیت(ع) سے بکثرت حدیثیں انھوں نے

روایت کی ہیں۔ عبداللہ بن مبارک ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ سفیان سے زیادہ حدیث کے عالم ہیں اور دشمنانِ علی(ع) کے سخت ترین دشمن تھے اور انھیں بہت برا کہا کرتے۔ ایک مرتبہ عبدالسلام بن حزب نے شریک سے پوچھا کہ اپنے ایک بھائی کی عیادت کو چلتے ہو؟ پوچھا کون؟ عبدالسلام نے کہا مالک بن مغول۔ شریک نے کہا جو شخص علی(ع) و عمار کو عیب لگائے وہ میرا بھائی نہیں۔

ایک مرتبہ شریک کے سامنے معاویہ کا تذکرہ ہوا۔ لوگوں نے کہا معاویہ بڑے حلیم تھے۔ شریک نے کہا۔ جو شخص حق سے اعراض کرے اور علی(ع) سے جنگ کرے وہ حلیم ہرگز نہیں۔

انھیں شریک نے ہی یہ حدیث پیغمبر(ص) روایت کی ہے:

"اذا رایتم معایه علی منبر فاقتلوه۔"

"جب تم میرے پر معاویہ کو دیکھنا قتل کر ڈالنا"

مختصر یہ کہ ان کا شیعہ ہونا اظہر من الشمس ہے مگر باوجود اس کے علامہ ذہبی نے انھیں حافظ و صدوق اور یکے از ائمہ کہا ہے اور ابن معین کا ان کے متعلق کے خاتمہ پر لکھا ہے کہ یہ منجملہ خزینہ داران علم تھے۔ ان سے اسحاق ارزق نے نو ہزار حدیثیں حاصل کیں۔ امام مسلم اور دیگر ارباب صحاح نے بھی ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدالال کیا ہے اور اپنے صحاح نے بھی ان کی روایتیں لی ہیں۔ خراسان یا بخارا میں سنہ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ۱۷۷ھ میں انتقال کیا۔

شعبہ بن حجاج عتکی

محققین اہلِ سنت مثلا ابن قتیبہ نے معارف میں، شہرستانی نے ملل ونحل میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے ان کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر صحاح میں موجود ہیں۔ سنہ۸۳ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۶۰ھ میں انتقال ہوا۔

ص :-

صعصعہ بن صوحان بن حجر بن حارث عبدی

ابن قتیبہ نے (معارف صفحہ۲۰۶) میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ابنِ سعد طبقات جلد۶ صفحہ۱۵۴ میں ان کے متعلق لکھتے ہیں:

“ یہ کوفہ کے اصحاب خطط سے مقرر تھے اور حضرت علی(ع) کے صحابی تھے۔ یہ صعصعہ اور ان کے بھائی زید اور سیحان جنگِ جمل میں حضرت علی(ع) کے ساتھ تھے۔ سیحان کے ہاتھ پہلے لشکر کا علم تھا، وہ قتل ہوگئے تو صعصعہ نے علم ہاتھوں میں لے لیا۔ صعصعہ نے حضرت علی(ع) اور عبداﷲ ابن عباس سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بڑے معتمد و موثق شخص تھے۔ مگر ان کی حدیثیں کم ہیں۔”

علامہ ابن عبدالبر استیعاب “ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عہد پیغمبر میں اسلام لائے مگر فصیح و بلیغ مقرر، زیرک و دانا، دیانت دار ، عالم و فاضل انسان تھے۔ حضرت علی(ع) کے صحابیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

یحیٰی ابن معین ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ صعصعہ ، زید اور سیحان فرزندانِ صوحان سب کے

سب خطیب تھے۔ زید و سیحان جنگ جمل میں شہید ہوئے عہد خلافت حضرت عمر میں ایک مشکل قضیہ در پیش ہوا، حضرت عمر نے لوگوں سے دریافت کیا۔ صعصعہ جو کم سن نوجوان تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک پر مغز و مدلل تقریر کی جس میں تمام شک وشبہ دور کر دیا اور جو صحیح جواب تھا اسے بیان کیا۔ سب نے ان کے قول کو تسلیم کیا اور انھیں کی رائے اختیار کی غرض کہ بنی صحان سردارانِ عرب اور مرکز فضل و حسب تھے۔

علامہ ابن قتیبہ نے بھی اپنی کتاب معارف صفحہ ۱۳۸ میں شہرہ آفاق معززین و شرفا اور مصاحبین سلطان کے سلسلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زید بن صوحان کے فضائل میں پیغمبر(ص) کی ایک حدیث بھی درج کی ہے۔

علامہ عسقلانی اصابہ قسم ثالث میں صعصعہ بن صوحان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں جکہ انھوں نے حضرت عثمان اور حضرت علی(ع) سے روایتیں کیں۔ حضرت علی(ع) کی معیت میں جنگِ صفین میں شریک ہوئے۔ بڑے فصیح و بلیغ خطیب تھے معاویہ کے ساتھ ان کے بڑے معرکے ہوئے ہیں۔ شعبی ان کے متعلق کہا کرتے کہ میں نے ان سے خطب کی تعلیم حاصل کی۔ علائی نے حالات زیاد میں ذکر کیا ہے کہ مغیرہ نے بحکم معاویہ انھیں کوفہ سے جلا وطن کر کے جزیرہ یا بحرین کی طرف بھیج دیا۔ بعض کہتے ہیں جزیرہ ابن کافان میں بھیجے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ جس طرح جناب ابوذر نے زبذہ میں جلا وطن ہو کر انتقال کیاہ۔

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں انھیں ثقہ ، معروف ، مشہور و معروف موثق لکھا ہے نیز ان کے ثقہ ہونے کے متعلق علامہ ابن سعد اور نسائی کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان کی حدیثیں سنن نسائی میں موجود ہیں۔

ظ :-

ظالم بن عمرو بن سفیان ابو الاسود دؤلی

ان کا شیعہ و مخلص اہلِ بیت(ع) ہونا دنیا جانتی ہے ملاحظہ ہو اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲۔ جملہ اربابِ صحاح ستہ نے ان کی حدیثیں سر آنکھوں پر لی ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم سبھی میں موجود ہیں۔ پچانوے(۹۵) برس کی عمر میں سنہ۹۹ھ میں شہر بصرہ میں انتقال کیا۔ یہ وہی ابوالاسود دؤلی ہیں جنھوں نے امیرالمومنین(ع) سے تعلیم حاصل کر کے علم نحو کی بنیاد رکھی اور دنیائے عربیت میں موجدِ علم نحو کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔

ع : -

ابو الطفیل عامر بن وائلہ بن عبداللہ بن عمرو اللیثی

غزوہ احد کے سال پیدا ہوئے۔ علامہ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں اول درجہ کے غالی شیعوں میں شمار کیا ہے نیز ذکر کیا ہے کہ مختار کے علمدار لشکر اور مختار کے آخری وقت تک رفیق تھے۔

علامہ ابن عبدالبر ، استیعاب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ کوفہ میں وارد ہوئے اور حضرت علی(ع) کے ساتھ ہر معرکہ میں شریک رہے۔ جب حضرت علی(ع) شہید ہوگئے تو یہ

مکہ چلے گئے۔ بڑے عالم و فاضل زیرک و دانا فصیح و بلیغ حاضر جواب تھے۔ حضرت علی(ع) کے پیرو خاص تھے۔ بعد موت امیرالمومنین(ع) یہ ابو طفیل ایک مرتبہ معاویہ کے پاس پہنچے، معاویہ نے پوچھا تم اپنے دوست ابوالحسن (علی(ع)) کی وفات پر کتنے رنجیدہ ہو؟ انھوں نے کہا (اتنا ہی جتنا مادر موسی(ع) ، موسی(ع) کے انتقال پر رنجیدہ تھیں خداوندا میری اس کوتاہی کو معاف کرنا (یعنی امیرالمومنین(ع) سزاوار تھے کہ ان کا غم اس سے بھی زیادہ کیا جائے)

معاویہ نے ان سے پوچھا۔ عثمان کا محاصرہ کرنے والوں میں تم بھی تھے؟ انھوں نے کہا۔ محاصرہ کرنے والوں میں نہیں تھا البتہ میں ان کے قریب ضرور موجود تھا۔ معاویہ نے پوچھا ۔ تم نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ ابوطفیل نے پوچھا اور تم؟ تم نے کیوں مدد سے جان چرائی؟ تم تو شام میں تھے اور شام والے سب کے سب تمھارے تابع تھے۔

معاویہ نے کہا : میرا خونِ عثمان کا انتقام لینا کیا ان کی مدد نہ تھی؟ ابو طفیل نے کہا: تمھاری مثال تو ایسی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے :

‘‘ میری موت کے بعد مجھ پر ٹسوے بہاتے ہو اور میری زندگی میں تم نے ذرہ برابر میری مدد نہ کی۔’’

صحیح مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

عباد بن یعقوب الاسدی

دار قطنی نے شیعہ اور صدوق لکھا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ رفض کے مبلغ تھے۔ ابن خزیمہ ان کے متعلق کہا کرتے کہ ہم سے حدیث بیان کی عباد بن یعقوب نے جو روایت میں ثقہ اور مذہب میں متہم (یعنی شیعہ) تھے۔

انھیں عباد نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود مشہور صحابی پیغمبر(ص) آیت " **و کفی اﷲ المومنین القتال** " کو یوں پڑھا کرتے تھے " **و کفی اﷲ المومنین القتال بعلی** " نیز یہ حدیث بھی کہ " **اذا رائیتم معاویه علی منبری فاقتلوه** " "جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو قتل کر ڈالنا۔"

یہ عباد کہا کرتے تھے کہ جو شخص نماز میں دشمنان آل محمد(ص) پر تبرا نہ بھیجا کرے گا وہ انھیں کے ساتھ محشور ہوگا۔ یہ بھی انھیں کا قول ہے کہ خداوند عالم اس سے کہیں زیادہ انصاف کرنے والا ہے کہ وہ طلحہ و زبیر کو جنت میں داخل کرے جنھوں نے علی(ع) کی بیعت کرنے کے بعد پھر ان سے جنگ کی۔

صالح جزرة کا بیان ہے کہ عباد ، عثمان کو سب و شتم کیا کرتے تھے ان سب باتوں کے باوجود بخاری، ترمذی ، ابن ماجہ وغیرہ میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۲۵۰ھ میں انتقال کیا۔

ابو عبدالرحمن بن داؤد ہمدانی کوفی

علامہ ابن قتیبہ نے انہیں مشاہیر شیعہ میں لکھا ہے ۔ صحیح بخاری میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

عبداللہ بن شداد

ابن سعد اپنی طبقات جلد۶ صفحہ ۸۶ پر ان کے متعلق لکھتے ہیں ۔ بڑے ثقہ، فقیہہ، کثیر الحدیث اور شیعہ تھے۔ ان کی حدیثیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

عبداللہ بن عمر مشہور بہ مشکدانہ

امام مسلم و ابوداؤد بغوی وغیرہ کے استاد ہیں۔ ابن حاتم نے انہیں صدوق اور شیعہ لکھا ہے۔ صالح بن محمد بن جزرہ نے ان کے متعلق کہا کہ بڑے غالی شیعہ تھے۔ ان کی حدیثیں صحیح مسلم، سنن ابی داؤد میں موجود ہیں۔

عبداللہ بن لہیعہ قاضی و عالمِ مصر

ابن قتیبہ نے انہیں شیعہ لکھا ہے۔ ابن عدی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ تشیع میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ ابو یعلی نے عبداللہ بن لہیعہ سے روایت کی ہے اور انھوں نے بسلسلہ اسناد عبداللہ بن عمر سے کہ رسالت ماب(ص) نے مرض موت میں فرمایا : میرے بھائی کو بلا دو۔

لوگوں نے ابوبکر کو بلادیا۔ آنحضرت(ص) نے منہ پھیر لیا۔ پھر فرمایا کہ میرے بھائی کو بلاؤ۔ لوگوں نے اب کی عثمان کو بلا دیا اس مرتبہ بھی آپ(ص) نے منہ پھیر لیا۔ پھر علی(ع) بلائے گئے۔ آپ نے انھیں اپنی چادر میں لے لیا اور ان پر جھک گئے۔ جب علی(ع) چادر سے باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا ۔ رسول(ص) سے کیا باتیں کیں۔ علی(ع) نے بتایا کہ آنحضرت(ص) نے مجھے ایک ہزار باب علم کے تعلیم کیے کہ ہر باب سے ایک ہزار باب منکشف ہوتےہیں۔

ان کی حدیثیں جامع ترمذی ، سنن ابی داؤد وغیرہ میں موجود ہیں۔ سنہ ۱۷۴ھ میں انتقال کیا۔

عبداالله بن میمون قداح صحابی امام جعفر صادق(ع)

ترمذی نے ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدلال کیاہے ۔ جامع ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ابو محمد عبدالرحمن بن صالح ازدی

ابن عدی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ " احترق بالتشیع" شیعیت میں بھن گئے تھے۔ صالح جزرہ نے کہا کہ یہ عثمان کو برا کہتے تھے۔ امام ابو داؤد نے ذکر کیا ہے کہ عبدالرحمن نے صحابہ کی مذمت میں ایک کتاب لکھی تھی۔ بڑے برے آدمی تھے۔ ان سب کے باوجود عباس دوری امام بغوی و نسائی نے ان سے حدیثیں روایت کیں ، سنن نسائی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ علامہ ذہبی نے ابن معین کےمتعلق لکھا ہے کہ وہ انھیں ثقہ کہا کرتے تھے۔

عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری

یہ اکابر و عمائد شیعہ اور سلف صالحین سے تھے ۔ ابنی قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں لکھا ہے مورخ ابن اثیر نے تاریخ کامل جلد۶ صفحہ۱۳۰ میں سنہ۲۱۱ھ کے حوادث کے سلسلہ میں ان کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اسی سنہ۲۱۱ھ کے آخر میں عبدالرزاق بن ہمام نے وفات پائی یہ امام احمد کے ساتذہ میں سے تھے اور شیعہ تھے۔"

ملا متقی صاحب کنزالعمال نے حدیث ۵۹۹۴ کے سلسلہ میں ان کا ذکر کیا اور ان کی شیعیت کی صراحت کی ہے۔ (کنزالعمال جلد۶ صفحہ۳۹۱)

علامہ ذہبی میزان میں ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"عبدالرزاق بن نافع یکے از علمائے اعلام و ثقات تھے بہت سی کتابیں لکھیں۔ جامع کبیر تصنیف کی۔ یہ خزانہ علوم تھے۔ علم کی تحصیل کے لیے لوگ دور دراز سے سفر کر کے ان کے پاس آتے مثلا امام احمد و اسحاق ، یحی ، ذھلی ، رمادی وغیرہ جملہ حفاظِ حدیث و ائمہ علم نے ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے۔ طیالسی سے منقول ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن معین بیان کرتے تھے کہ میں نے عبدالرزاق کی زبان سے ایسی باتیں سنن جن سے مجھے ان کے شیعہ ہونے کا یقین ہوگیا۔ میں نے عبدالرزاق سے پوچھا کہ تمھارے اساتذہ جن سے تم نے پڑھا ہے وہ تو سب کے سب سنی تھے معمر ، مالک، ابن جریح، سفیان، اوزاعی وغیرہ، پھر تم شیعہ کیسے ہوگئے؟ انھوں نے جواب دیا کہ جعفر بن سلیمان ہمارے یہاں آئے تھے ہم نے

انہیں عالم و فاضل اور بڑا نیک سیرت پایا ، انہیں سے متاثر ہوکر میں نے یہ مذہب اختیار کیا۔"

عبدالرزاق کی اس گفتگو سے نکلتا ہے کہ وہ جعفر ضبعی کی وجہ سے شیعہ ہوئے مگر لطف یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر مقدمی کا خیال یہ ہے کہ خود جعفر ضبعی عبدالرزاق کی وجہ سے شیعہ ہوئے۔ محمد بن ابی بکر ، عبدالرزاق پر بد دعا کرتے تھے کہ جعفر ضبعی ایسے لوگوں کو اس نے شیعہ کردیا۔

ابن معین جن کا قول ہم نے اوپر ذکر کیا باوجودیکہ عبدالرزاق کی شیعیت سے بخوبی آگاہ تھے لیکن انھوں نے بہت زیادہ ان کی حدیثوں سے استفادہ کیا۔

احمد بن خیثمہ بیان کرتے تھے کہ ابن معین سے کسی نے کہا کہ امام احمد تو کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسی عبدالرزاق کی حدیثوں کو ان کی شیعیت کی وجہ سے مردود سمجھتے تھے تو ابن معین نے کہا ، خدا کی قسم عبدالرزاق ، عبیداللہ بن موسی سے سور درجہ اونچے ہیں اور میں نے عبیدااللہ بن موسی کی حدیثوں سے کئی گنا زیادہ حدیثیں عبدالرزاق سے سنی ہیں۔ (میزان الاعتدال)

ابو صالح محمد بن اسماعیل ضراری کا بیان ہے کہ ہم لوگ شہر صنعا میں عبدالرزاق کے پاس تحصیل علم حدیث میں منہمک تھے ہمیں خبر ملی کہ امام احمد اور ابن معین نے عبدالرزاق کی حدیثوں کو شیعہ ہونے کی وجہ سے متروک قرار دے دیا ہے ہمیں اس خبر سے بڑا صدمہ ہوا کہ ساری محنت اکارت گئی پھر ہم حاجیوں کے ہمراہ مکہ آئے وہاں ابن معین سے ملاقات ہوئی ہم نے ان سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہوجائیں تو (وہ اتنے ثقہ ہیں کہ) ہم ان کی حدیثوں کو متروک نہیں قرار دے سکتے۔(میزان الاعتدال تذکرہ عبدالرزاق)

ابن عدی ، عبدالرزاق کے متعلق لکھتے ہیں کہ انھوں نے فضائل (اہلبیت(ع)) میں ایسی حدیثیں

بیان کی ہیں جس کی تائید کسی دوسرے نے نہیں کی۔(1) اور اہل بیت(ع) کے دشمنوں کے معائب(2) میں منکر حدیثیں بیان کی ہیں۔ لوگوں نے انھیں شیعہ لکھا ہے۔

مختصر یہ کہ باوجود عبدالرزاق کے کھلم کھلا شیعہ ہونے کے علماء اہل سنت نے انتہائی جلیل القدر عالم محدث اور بے حد ثقہ و معتبر سمجھا ہے، امام احمد سے کسی نے پوچھا عبدالرزاق سے بڑھ کر بھی آپ کو بہتر حدیث والا ملا؟ انھوں نے جواب دیا۔ نہیں ان سے بہتر کوئی نہیں۔ علامہ قیسرانی اپنی کتاب جمع بین رجال الصحین میں بسلسلہ حالات عبدالرزاق امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب لوگ پیغمبر(ص) کی کسی حدیث میں اختلاف کریں تو عبدالرزاق جو کہیں وہ صحیح ہے۔ ان کی جلالت قدر کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ علامہ ابن خلسکان عبدالرزاق کے پاس (ملاحظہ ہو وفیات الاعیان) ان سے اپنے زمانہ کے ائمہ اسلام نے حدیثیں روایت کیں جیسے سفیان بن عینیہ ، احمد بن حنبل، یحی بن معین وغیرہ ان کی حدیثیں جملہ صحاح ستہ میں موجود ہیں سنہ۱۲۶ے میں پیدا ہوئے اور سنہ۲۱۱ھ میں انتقال کیا۔ امام جعفر صادق(ع) سے امام محمد تقی (ع) تک کا زمانہ پایا۔

عبدالملک بن اعین

یہ زرارہ ، جمران و بکیر و عبدالرحمن و غیرہ کے بھائی ہیں۔ یہ سب کے سب بزرگان شیعہ سے ہیں اور انھوں نے خدمت شریعت کر کے بڑے درجے حاصل کیے۔ ان بھائیوں نے اولاد بھی بڑی صالح و مبارک پائی۔ باپ کی طرح بیٹوں نے بھی مذہب حقہ کی ترویج و اشاعت میں بڑا حصہ لیا عبدالملک کے متعلق علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں۔ ابو وائل وغیرہ کا

بیان ہے کہ ابو حاتم نے انہیں صالح الحدیث کہا ہے دوسروں نے صدوق او رافضی کہا۔

ابن قیسرانی، کتاب جمع بین الرجال الصحیحین میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

عبدالملک بن اعین حمران کوفی کے بھائی ہیں اور شیعہ تھے۔

بخاری و مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

عصر امام جعفر صادق(ع) میں انتقال کیا۔ امام نے ان کے لیے دعا کی اور یہ بھی روایت میں ملتا ہے کہ امام نے اپنے اصحاب کے ساتھ ان کی قبر کی زیارت کی۔

عبداللہ بن عیسی کوفی

امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف صفحہ۱۷۷ میں اصحاب حدیث میں ان کا ذکر اور ان کی شیعیت کی تصریح کی ہے پھر مشاہیر شیعہ کے ضمن میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو معارف صفحہ۲۷۹)

علامہ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ۱۳۹ پر ان کے حالات لکھے ہیں اور ان کے شیعہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں بسلسلہ واقعات سنہ۲۱۳ھ ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبیداللہ بن موسی عبسی فقیہ۔ یہ شیعہ تھے اور امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ان کی صحیح میں علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ عبیداللہ بن موسی بخاری کے شیخ ہیں اور فی نفسہ ثقہ ہیں لیکن یہ شیعہ اور مذہب اہلسنت سے منحرف تھے۔ ابوحاتم و ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ احمد بن عبداللہ عجلی ان کے متعلق کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسی بڑے عالم قرآن و صاحب معرفت تھے میں نے انہیں کبھی سر بلند کیے

ہوئے یا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

انھیں علامہ ذہبی نے مطر بن میمون کے حالات کے ضمن میں بھی عبیداﷲ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ثقہ اور شیعہ تھے۔ ابن معین عبیداﷲ بن موسی اور عبدالرزاق سے حدیث کا استفادہ کرتے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ دونوں شیعہ مسلک کے ہیں ان کی حدیثیں بخاری و مسلم اور سبھی صحاح میں موجود ہیں۔

ابوالیقطان عثمان بن عمیر ثقفی کوفی بجلی

سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

عدی بن ثابت کوفی

ابن معین نے انھیں غالی شیعہ لکھا ہے۔ دار قطنی ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ غالی رافضی ہیں اور ثقہ ہیں۔

علامہ ذہبی ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ یہ شیعوں کے عالم صادق ان کے قاضی اور ان کی مسجد کے امام ہیں۔ اگر انھیں جیسے دوسرے شیعہ بھی ہوا کریں تو شیعوں کی برائیاں بہت کم ہوجائیں۔ دار قطنی، احمد بن حنبل ، احمد عجلی ، احمد نسائی، سبھی انھیں ثقہ جانتے تھے۔ ان کی حمد حدیثیں صحیح مسلم و بخاری میں موجود ہیں۔

عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی

بڑی مشہور شخصیت کے بزرگ ہیں۔ علامہ ذہبی سالم مرادی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عطیہ شیعہ تھے۔

ابن قتیبہ نےعطیہ سعد کے پوتے حسین بن حسن ابن عطیہ کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ عطیہ حجاج کے زمانہ میں فقیہ تھے اور شیعہ تھے۔ پھر بسلسلہ تذکرہ مشاہیر شیعہ بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ ابن سعد نے ان کے جو حالات لکھے ہیں اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شیعیت میں کتنے راسخ و ثابت قدم بزرگ تھے۔ ان کے باپ سعد بن جنادہ امیرالمومنین (ع) کے اصحاب میں سے تھے۔ امیرالمومنین(ع) کوفہ میں تھے۔ سعد حضرت کی خدمت میں آئے۔ عرض کیا :

امیرالمومنین(ع) ! میرے یہاں فرزند پیدا ہوا ہے اس کا نام رکھ دیجیے۔

آپ نے فرمایا: یہ عطیہ خداوندی ہے۔ چنانچہ عطیہ نام رکھ دیا گیا۔ ابن سعد یہ بھی لکھتے ہیں کہ :

“ عطیہ نے ابن اشعث کی ہمراہی میں حجاج پر خروج کیا جب ابن اشعث کو شکست ہوئی تو عطیہ فارس بھاگ گئے۔ حجاج نے فارس کے حاکم محمد بن قاسم ثقفی کو لکھا کہ عطیہ کو بلا کر کہو کہ علی(ع) پر تبرا کریں ورنہ تم انہیں چار سو کوڑے مارو۔ سر اور ڈاڑھی مونڈ ڈالو۔ محمد بن قاسم نے بلاکر حجاج کا یہ خط سنایا انہوں نے انکار کیا تو اس نے انہیں چار سو کوڑے مارے اور سر اور ڈاڑھی مونڈ ڈالی۔ جب قتیبہ والی خراسان ہوا تو عطیہ اس کے پاس

پہنچے اور برابر خراسان ہی میں رہے۔ پھر جب عمر بن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو انھوں نے عمر کو خط لکھا اور عراق آنے کی اجازت مانگی۔ اس کی اجازت پر یہ کوفہ آئے اور برابر کوفہ میں رہے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۱۱ھ میں وہیں انتقال کیا۔ یہ بڑے ثقہ بزرگ ہیں اور ان کی حدیثیں بڑی پاکیزہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد جلد ۶ صفحہ ۲۱۲)"

عطیہ نے بڑی پاکیزہ نسل پائی۔ ان کی اولاد سب کے سب شیعہ تھے اور بڑے عالم و فاضل صاحب عزو شرف اور ممتاز شخصیتوں کے مالک جیسے حسین بن حسن بن عطیہ و محمد بن سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ وغیرہ۔ عطیہ کی حدیثیں سنن ابی داؤد و ترمذی میں موجود ہیں۔

علاء بن صالح تیمی کوفی

میزان الاعتدال میں بسلسلہ حالات علماء ابو حاتم کو یہ قول مذکور ہے کہ یہ خالص شیعوں میں سے تھے۔ امام ابوداؤد و ترمذی نے ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدالال کیا ہے۔ ابن معین نے ثقہ کہا ہے ابو حاتم و ابو زرعہ نے ان میں کوئی خرابی نہیں سمجھی۔

ان کی حدیثیں سنن ابی دادؤد و جامع ترمذی میں موجود ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے۔ امیرالمومنین(ع) کی مدح میں بڑے معرکہ کے قصیدے اور حضرت سید الشہداء کے مرثیے لکھے ہیں۔

علقمہ بن قیس بن عبداللہ نخعی

یہ مخصوص محبان اہل بیت(ع) سے تھے۔ علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں انہیں مشاہیر شیعہ کے زمرہ میں لکھا ہے۔ یہ علقمہ کبار محدثین میں سے تھے۔ یہ اور ان کے بھائی ابی امیرالمومنین(ع) کے صحابی ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت کے ہمرکاب تھے۔ ابی جنھیں کثرت عبادت کی وجہ سے "ابی الصلاۃ" نماز والے ابی کہا جاتا تھا۔ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ علمقمہ نے بھی بڑے کار ہائے نمایاں انجام دیے۔ دشمنوں کو خوب تہ تیغ کیا۔ ان کی ٹانگ زخمی ہوگئی۔ یہ مدت العمر معاویہ کے سرگرم مخالف رہے۔

علقمہ کی عدالت و جلالت قدر حضرات اہل سنت کے نزدیک باوجود ان کی شیعیت کے مسلم الثبوت حیثیت رکھتی ہے۔ ارباب صحاح ستہ نے ان کی حدیثوں سے احتجاج کیا ہے۔ صحیح بخاری جو صحیح مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۶۲ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔

علی بن بدیمہ

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ احمد بن حنبل انہیں صالح الحدیث اور جلیل القدر شیعہ بیان کرتے تھے۔ ابنِ معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت کی ہے۔

ابو الحسن علی بن جوہری بغدادی

امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ ابی قتیبہ نےمعارف میں انہیں مشاہیر شیعہ میں لکھا ہے۔ میزان الاعتدال میں ان کے حالات میں ہے کہ ساٹھ برس تک ان کا وطیرہ یہ رہا ہے کہ ایک دن روزہ سے رہتے دوسرے دن بحالتِ افطار۔ قیسرانی نے کتاب جمع بین رجال الصحیحین میں ان کا ذکر کیا ہے بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے بارہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۹۶ برس کی عمر میں سنہ ۲۳۰ھ میں انتقال کیا۔

علی بن زید بن عبداللہ تیمی بصری

احمد عجلی نے انہیں شیعہ اور رافضی لکھا ہے مگر باوجود ان کے شیعہ رافضی ہونے کے علماء تابعین نے ان سے استفادہ کیا۔ یہ بصرہ کے فقہا میں سے تھے اور ایسے جلیل القدر و علم و فضل میں ممتاز کہ جب حسن بصری کا انتقال ہوا تو بصرہ والوں نے ان سے کہا کہ آپ حسن بصری کی جگہ پر تشریف فرما ہوں۔ اس زمانہ میں بصرہ کے اندر کوئی شیعہ ہوا کرتا۔ قیسرانی نے اپنی کتاب جمع بین رجال الصحیحین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سنہ ۱۳۱ھ میں انتقال کیا۔

علی بن صالح

حسن بن صالح کے بھائی ہیں۔ حسن کے حالات میں ہم قدرے ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ صحیح مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۵۱ھ میں انتقال کیا۔

ابویحیٰ علی بن غراب فزاری کوفی

ابن حبان نے انھیں شیعہ لکھا ہے۔ ابن معین و دار قطنی نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے ۔ ابوحاتم نے ان کی حدیثوں میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا ۔ ابو زرعہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک صدوق ہیں۔

امام احمد کا ارشاد ہے کہ میں تو انھیں صدیق ہی سمجھتا ہوں۔ اصحاب سنن نے ان کی حدیثیں درج کی ہیں۔ ہارون رشید کے زمانہ میں سنہ۱۸۴ھ میں انتقال کیا۔

ابوالحسن علی بن قادم خزاعی کوفی

یہ بہت سے محدثین کے شیخ ہیں۔ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ۲۷۳ پر ان کا تذکرہ کیا اور لکھا ہے کہ بڑے شیعہ تھے۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

علی بن منذر طرائفی

ترمذی و نسائی اور دیگر محدثین کے شیخ ہیں۔ علامہ ذہبی نے عالم نسائی کا قول نقل کیا ہے کہ علی ابن منذر خالص شیعہ اور ثقہ ہیں۔ ابن حاتم نے انھیں صدوق و ثقہ لکھا ہے۔ امام نسائی گواہی دیتے ہیں کہ علی بن منذر خالص شیعہ تھے۔ پھر ان کی حدیثوں کی روایت قابل اعتنا نہیں

اور شیعہ راویوں سے محدثین اہل سنت نے روایت لی ہے کس حد تک لائق ماتم ذہنیت ہے۔ سنہ ۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔

ابوالحسن علی بن ہاشم بن برید کوفی

امام احمد کے اساتذہ میں سے ہیں۔ امام ابوداؤد نے انھیں ٹھوس شیعہ لکھا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ علی بن ہاشم غالی شیعہ تھے ۔ جعفر ابن ابان کہتے ہیں کہ میں نے ابن نمیر کو کہتے سنا۔ علی بن ہاشم شیعیت میں حد سے بڑھے ہوئے تھے۔

بخاری فرماتے ہیں کہ علی بن ہاشم اور ان کے باپ دونوں اپنے مذہب میں بڑے غالی تھے۔ اسی وجہ سے بخاری نے ان کی حدیثیں صحیح میں درج نہیں کیں لیکن باقی پانچ ارباب صحاح نے ان کی حدیثیں اپنی صحاح میں درج کی ہیں اور ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر احتجاج کیا ہے۔

ابن معین وغیرہ نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو داؤد نے اثبات میں شمار کیا۔ ابورزعہ نے صدوق کہا۔ امام نسائی نے ان میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ سنہ ۱۸۱ھ میں انتقال کیا۔

عمار بن زریق کوفی

سلیمان نے انھیں رافضی شمار کیا ہے اور باوجود ان کے رافضی ہونے کے صحٰیح مسلم و سنن ابی داؤد وسنن نسائی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

عمار بن معاویہ

ان کی کنیت ابو معاویہ تھی۔ یہ جلیل القدر شیعہ تھے۔ محبت اہلبیت(ع) کے جرم میں انھیں بڑی اذیتیں دی گئیں۔ بشیر بن مروان نے شیعیت کے جرم میں ان کے دونوں پیر کاٹ ڈالے۔ بہت سے محدثین کے استاد ہیں جنھوں نے ان سے حدیث کا استفادہ کیا اور ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدلال کیا۔ امام احمد ، ابن معین، ابو حاتم، اور بہت سے لوگوں نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے بخاری کو چھوڑ کر باقی سبھی ارباب صحاح نے ان کی حدیثیں اپنے صحاح میں درج کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے متعلق تمام مذکورہ باتیں نقل کی ہیں اور ان کے شیعہ اور ثقہ ہونے کی صراحت کی ہے نیز یہ کہ ان کے متعلق کسی نے بھی لب کشائی نہیں کی اور نہ ان کے ثقہ ہونے میں کلام کیا سوا عقیلی کے۔ سنہ۱۳۳ھ میں انتقال کیا۔

ابواسحٰق عمرو بن عبداللہ ہمدانی کوفی

ابن قتیبہ نے معارف میں، علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں، ان کی شخصیت کے تصریح کی ہے۔ یہ بزرگ کوفہ کے انھیں جلیل القدر محدثین مین سے ہیں جن کے مسلک کو دشمنان اہل بیت نا پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ انھوں نے جمہور کی روش کو چھوڑ کر اہل بیت(ع) کی اتباع و پیروی کو بہتر سمجھا اور ہر دینی مسئلہ میں۔ اہل بیت(ع) کی طرف رجوع کرنے میں انھوں نے نجات سمجھی۔ اسی وجہ سے تو جوزجانی کا یہ فقرہ ہے:

‘‘ کوفہ کے کچھ ایسے افراد تھے کہ باوجودیکہ لوگ ان کے عقائد و خیالات کو پسند نہیں کرتے تھے مگر فن حدیث میں وہ مرجع انام اور محدثین کوفہ کے راس و رئیس تھے۔ جیسے ابواسحٰق ، منصور، زبید یامی، اعمش وغیرہ لوگوں نے ان افراد کی سچائی و دیانتداری کی وجہ سے ان کی بیان کردہ حدیثوں کو سر آنکھوں پر رکھا اور جو حدیثیں ان لوگوں نے مرسلا بیان کیں ان میں توقف کیا۔’’

ابو اسحٰق کی مرسلا بیان کی ہوئی حدیثوں میں ناصبی ذہنیت والوں نے توقف جو کیا انھیں میں سے ایک حدیث یہ ہے:

‘‘ قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ: مثل عليّ کشجرۃ أنا أصلھا، و عليّ فرعھا، و الحسن و الحسین ثمرھا، و الشیعۃ ورقھا’’

‘‘ علی(ع) کی مثال درخت جیسی ہے۔ میں اس درخت کی جڑ ہوں ، علی (ع) اس کی شاخ ہیں حسن(ع) و حسین(ع) اس کے پھل ہیں اور شیعہ اس درخت کے پتے ہیں۔’’

ان کی حدیثوں سے جملہ ارباب صحاح نے احتجاج کیا ہے۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب صحاح سبھی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ابو سہل عوف ابن ابی جمیلہ البصری

ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ : کان یقال لہ عوف الصدق" انہیں لوگ سچائی والے عوف کہتے ہیں۔ جعفر بن سلیمان انھیں شیعہ اور بندار انھیں رافضی بیان کرتے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ہیں اور دیگر کتب صحاح میں بھی۔

ف : ۔

فضل بن دکین

کنیت آپ کی ابونعیم تھی یہ بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ محققین اہلسنت مثلا ابن قتیبہ وغیرہ نے انھیں شیعہ لکھا ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

"الفضل بن دکین ابونعیم حافظ حجة الا انہ یتشیع۔"

" فضل بن دکین جن کی کنیت ابونعیم تھی یہ حدیث کے حافظ اور حجت ہیں، مگر یہ کہ شیعہ تھے۔"

ان کی شیعیت میں کسی کو تامل کی گنجائش نہیں۔ ان سے جملہ ارباب صحاح احتجاج کرتے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح بخاری ، صحیح مسلم اور دیگر صحاح سبھی میں موجود ہیں۔ سنہ۲۱۰ھ زمانہ حکومتِ معتصم میں انتقال کیا۔

علامہ ابن سعد طبقات جلد۶ صفحہ ۲۷۹ پر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

" و کان ثقه مامونا کثیرالحدیث ، حجة"

" یہ بھروسہ کے لائق ہر طرح قابل اطمینان ، بہت زیادہ حدیثوں کے راوی اور حجت ہیں۔"

ابو عبدالرحمن فضیل بن مرزوق

علامہ ذہبی ان کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ یہ مشہور و معروف شیعہ ہیں۔ سفیان بن عینیہ ، ابن معین، ابن عدی وغیرہ جملہ ائمہ حدیث نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ہیثم بن جمیل نے ان کے متعلق کہا ہے کہ فضیل بن مرزوق ، بلحاظ زہد و فضل یکے از ائمہ ہدایت تھے۔ صحیح مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

فطر بن خلیفہ حناط کوفی

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد امام احمد حنبل سے فطر کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا :

" ثقة صالح الحديث ، حديثة حديث رجل كيس الا انه يتشيع۔"

" فطر ثقہ ہیں، صالح الحدیث ہیں۔ ان کی حدیثیں زیرک و دانا لوگوں جیسی ہیں لیکن یہ کہ وہ شیعہ تھے۔"

ابن معین کا قول ہے کہ فطر بن خلیفہ ، ثقہ اور شیعہ ہیں۔ صحٰیح بخاری و سنن اربعہ میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۲۵۳ھ میں انتقال کیا۔

م : -

ابوغسان مالک بن اسماعیل بن زیاد بن درہم کوفی

امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ابن سعد طبقات جلد۶ صفحہ ۲۷۲ پر ان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ

" ابو غسان ثقہ اور صدوق اور بڑے شیدید قسم کے شیعہ تھے"

علامہ ذہبی نے بھی ان کی عدالت و جلالت قدر پر روشنی ڈالی ہے اور وضاحت کی ہے کہ انھوں نے مذہب تشیع اپنے استاد حسن صالح سے حاصل کیا۔ اور ابن معین کہا کرتے کہ کوفہ میں ابو غسان جیسا ٹھوس آدمی نہیں ۔ ابوحاتم بھی ان کے متعلق یہی رائے رکھتے تھے۔ امام بخاری نے بلاواسطہ ان سے متعدد حدیثیں روایت کی ہیں ۔ بخاری و مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ ۲۱۹ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن خازم

جو ابو معاویہ ضریر تمیمی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

" یہ بڑے ثقہ، ٹھوس اور یکے از ائمہ اعلام تھے۔ میری دانست میں کسی نے بھی ان کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کہی جو ان کی شان کے منافی ہو۔"

امام حاکم فرماتے ہیں کہ ان کی حدیثوں سے بخاری و مسلم دونوں نے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے ۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ بڑے غالی شیعہ تھے۔ ان کی حدیثوں سے جملہ ارباب صحاح ستہ نے احتجاج کیا ہے اور سبھی صحاح میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ سنہ۱۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ۱۹۵ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن عبداللہ نیشاپوری مشہور بہ امام حاکم

یہ بزرگ حفاظ و محدثین کے امام اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف ہیں تحصیل علم کی خاطر ملک ملک کے سفر کیے اور دو ہزار شیوخ حدیث سے احادیث کا استفادہ کیا۔ ان کے زمانہ کے مرجع انام علمائے اعلام جیسے صعلو کی امام ابن فورک اور دیگر جمیع ائمہ اعلام انھیں اپنے سے مقدم و بہتر سمجھتے تھے اور آپ کے علم وفضل کا لحاظ رکھتے تھے ۔ معزز و محترم ہونے کے معترف اور بے شک و شبہ امام سمجھتے تھے۔ ان کے بعد کے جتنے محدثین ہوئے وہ سب آپ کے خواں علم کے زلہ خوار ہیں۔ بزرگ اکابر شیعہ اور شریعت مصطفوی کے حافظوں میں سے تھے۔ جیسا کہ علامہ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ میں صراحت موجود ہے نیز میزان الاعتدال میں بھی بسلسلہ حالات امامِ موصوف تصریح ہے ۔ سنہ ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ۴۰۵ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع مدنی

ان کا پورا خاندان شیعہ تھا۔ ان کے خاندان والوں کی تصانیف دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات شیعیت میں کتنے راسخ اور ثابت قدم تھے۔ محمد بن عبیداللہ کو ابن عدی نے کوفہ کے سربرآوردہ شیعوں میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال علامہ ذہبی۔

ترمذی و دیگر اصحاب سنن نے ان کی حدیثیں اپنے صحاح میں درج کی ہیں۔ طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں بسلسلہ اسناد محمد بن عبیداللہ سے اور انھوں نے اپنے باپ دادا کی وساطت سے حضرت پیغمبر خدا(ص) کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت(ص) سے حضرت علی(ع) سے ارشاد فرمایا :

“ کہ سب سے پہلے ہم اور تم اور حسن(ع) و حسین(ع) جنت میں جائیں گے ہمارے پیچھے ہم لوگوں کی اولاد رہے گی اور ہم لوگوں کے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں رہیں گے۔”

ابوعبدالرحمن محمد بن فضیل بن غزوان کوفی

ابن قتیبہ نے اپنی معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات جلد۶ صفحہ۲۷۱ پر ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

“ کہ یہ ثقہ ، صدوق اور اکثر الحدیث ہیں۔ یہ شیعہ تھے۔ بعض علماء ان کی حدیثوں سے احتجاج نہیں کرتے ۔”

علامہ ذہبی نے انھیں میزان میں کئی جگھوں پر صدوق اور شیعہ لکھا ہے۔ امام احمد نے ان کے متعلق فرمایا کہ ان کی حدیثیں پاکیزہ ہیں اور یہ شیعہ ہیں۔

امام ابو داؤد نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ بڑے سخت و شدید شیعہ تھے۔ حدیث و معرفت والے

ہیں اور حمزہ سے انھوں نے علم قرآن حاصل کیا۔ ابن معین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام احمد و نسائی نے ان کی حدیثوں میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھا۔ ان کی حدیثوں صحیح بخاری و مسلم اور دیگر صحاح میں موجود ہیں۔

محمد بن مسلم بن طائفی

یہ امام جعفر صادق(ع) کے سربرآودہ اصحاب میں سے تھے۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی نے اپنی کتاب رجال الشیعہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حسن بن حسین بن داؤد نے ثقہ لوگوں کے سلسلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں بکثرت جلیل القدر محدثین اہلسنت کے اقوال ان کے ثقہ ہونے کے متعلق نقل کیے ہیں۔ ان کی حدیثیں صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن عبداللہ الفطری المدنی

ابو حاتم نے ان کے شیعہ اور ترمذی نے ان کے ثقہ ہونے کی صراحت کی ہے(میزان الاعتدال علامہ ذہبی) ان کی حدیثیں صحیح مسلم و دیگر سنن میں موجود ہیں۔

معاویہ بن عمار دہنی بجلی کوفی

یہ بزرگ علمائے امامیہ کے نزدیک بھی بڑے معزز و محترم اور علمائے اہلسنت کے نزدیک بھی بڑے ثقہ، عظیم المرتبت اور جلیل القدر میں انے کے والد عمار حق پروری، حق کوشی کا بہترین نمونہ تھے۔ شیعیت کے جرم میں دشمنانِ آل محمد(ص) نے ان کے پیر قطع کردیے تھے۔ بیٹا وہی، قدم بہ قدم ہو جو باپ کے۔ معاویہ بھی اپنے باپ کی مکمل شبیہ تھے۔ امام جعفر صادق(ع) و موسیٰ کاظم(ع) کی صحبت میں رہے اور آپ کے علوم کے حامل ہوئے۔ آپ کی حدیثیں صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

معروف بن خربوذ کرخی

ذہبی نے میزان الاعتدال میں انھیں صدوق و شیعہ لکھا ہے۔ نیز یہ کہ بخاری و مسلم اور ابو داؤد نے ان کی حدیثیں اپنے صحاح میں درج کی ہیں۔ ابن خلسکان نے وفسیات الاعیان میں امام علی رضا(ع) کے موالی میں انھیں ذکر کیا ہے صحیح مسلم میں ان کی حدثیں موجود ہیں۔ سنہ۲۰۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ ان کی قبر زیارت گاہ عوام خواص ہے۔ سری سقطی مشہور مشہور صونی ان کے تلامذہ میں سے تھے۔

منصور بن المعتمر بن عبداللہ بن ربیعہ کوفی

امام محمد باقر(ع) و امام جعفر صادق(ع) کے اصحاب سے تھے۔ جیسا کہ صاحبِ منتہی المقال نے وضاحت کی ہے۔ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ یہ

وہی منصور ہیں جن کے متعلق جوزجانی کا یہ فقرہ ہے کہ

“ کوفہ کچھ ایسے افراد تھے کہ لوگ ان کے عقائد کو ناپسند سمجھتے تھے مگر ان کی بیان کردہ حدیثوں کو ان کی غیر معمولی صداقت ودیانت کی وجہ سے آنکھوں پر رکھا جیسے ابو اسحاق، منصور ، زبیدیامی اور اعمش وغیرہ۔۔۔”

جملہ ارباب صحاح و سنن نے ان کی حدیثوں سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے صحیح بخاری و مسلم سب ہی میں ان کی حدیثوں موجود ہیں۔

مہنال بن عمرو تابعی

کوفہ کے مشہور شیعوں میں سے تھے۔ ان کی حدیثیں صحیح مسلم و بخاری میں موجود ہیں۔

موسیٰ بن قیس حضرمی

ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ عقیلی نے انھیں غالی رافضیوں میں شمار کیا ہے ان سے سفیان نے حضرت علی(ع) اور ابوبکر کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا کہ علی(ع) مجھ کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔

موسیٰ نے بسلسلہ اسناد جناب ام سلمہ زوجہ پیغمبر(ص) سے روایت کی ہے کہ جناب ام سلمہ(رض) فرمایا کرتیں کہ علی(ع) حق جپر ہے جو علی(ع) کی پیروی کرے گا وہی حق پر ہوگا۔ اور جس نے علی(ع) کو چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔

موسیٰ نے فضائل اہبیت(ع) میں بہت سی صحیح حدیثیں روایت کی ہیں جو عقیلی پر شاق گزریں

اور انھیں غالی رافضیوں میں قرار دیا۔

ابن معین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابی داؤد اور دیگر اصحابِ سنن نے ان کی حدیثوں سے

اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے۔ ان کی حدیثیں سنن میں موجود ہیں۔

ن : -

ابو داؤد نفیع بن حارث نخعی کوفی

عقیلی ان کے متعلق کہتے ہیں کہ رفض میں بہت غلو سے کام لیتے تھے بخاری فرماتے ہیں

کہ لوگ ان کے متعلق لب کشائی کرتے ہیں۔ (ان کی شیعیت کی وجہ سے) ان سب کے باوجود

محدثین علماء نے ان سے استفادہ کیا اور ان کی حدیثوں سے کام لیا۔ ان کی حدیثیں جامع ترمذی

میں موجود ہیں۔

نوح بن قیس بن رباح الحدانی

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ صالح الحدیث ہیں۔

امام احمد و ابن معین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ شیعیت کی طرف مائل

تھے۔

نسائی نے فرمایا کہ ان میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسلم و دیگر اصحاب سنن نے ان کی حدیثیں اپنے صحاح میں درج کی ہیں۔

ھ :-

ہارون بن سعد عجلی کوفی

ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ فی نفسہ صدوق ہیں لیکن سخت قسم کے رافضی ہیں۔ ابن معین ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بڑے غالی شیعہ تھے۔ صحیح مسلم میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ابو علی ہاشم بن برید کوفی

ابن معین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اس اقرار کے ساتھ کہ وہ رافضی تھے امام احمد نے ان کی حدیثوں میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا ۔ ان کی حدیثیں سنن ابی داؤد ، سنن نسائی میں موجود ہیں۔ یہ ہاشم مشہور شیعہ گھرانے کے فرد تھے جیسا کہ علی بن ہاشم، کے حالات میں ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

ہبیرہ بن بریم حمیری

امیرالمومنین(ع) کے صحابی ہیں۔ امام احمد ان کی حدیثوں میں کوئی مضائقہ نہیں تصور فرماتے۔ شہرستانی نے ملل ونحل میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے ان کا شیعہ ہونا مسلمات سے ہے۔ سنن اربعہ میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ابوالمقدام ہشام بن زیاد بصری

شہرستانی نے ملل و نحل میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ ان کی حدیثیں صحیح ترمذی وغیرہ میں موجود ہیں۔

ابوالولید ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرہ

انھیں ظفری دمشقی بھی کہتے ہیں۔ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ ذہبی نے انھیں امام ، خطیب ، محدث، عالم، صدوق، بہت زیادہ حدیثوں کا راوی لکھا ہے بخاری نے صحیح میں بہت سی حدیثیں ان سے بلاواسطہ روایت کی ہیں۔ سنہ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ سنہ۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔

ہیشم بن بشیر بن قاسم بن دینار سلمی واسطی

ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔امام احمد اور ان کے ہمعصر

علما کے استاد ہیں۔ ذہبی نے انھیں حفاظ اور یکے از علمائے اعلام لکھا ہے۔ ان کی حدیثیں

صحیح بخاری و مسلم اور باقی سبھی صحاح میں موجود ہیں۔

و :-

وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی

ان کی کنیت ابوسفیان تھی۔ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں قرار دیا ہے۔

ابن مدینی نے بھی تہذیب میں ان کی شیعیت کی صراحت کی ہے مروان بن معاویہ ان کےشیعہ

ہونے میں کوئی شبہ نہیں کرتے۔ ان کی حدیثوں سے جملہ ارباب صحاح ستہ نے احتجاج کیا ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ سبھی میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

ی :-

یحیٰ بن جزار عرفی کوفی

یہ امیرالمومنین(ع) کے صحابی ہیں۔ علامہ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ۲۰۶ میں انھیں

شیعہ لکھا ہے۔ نیز یہ کہ یہ شیعیت میں غلو کیا کرتے تھے اور محدثین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے

اور انھوں نے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

ذہبی نے انھیں صدوق اور ثقہ لکھا ہے ۔ ان کی حدیثیں صحیح مسلم و دیگر سنن میں موجود ہیں۔

یحیٰ بن سعید قطان

ان کی کنیت ابوسعید تھی اپنے زمانہ کے محدث ہیں۔ ابن قتیبہ نے معارف میں انھیں مشاہیر شیعہ میں شمار کیا ہے۔ جملہ ارباب صحاح ستہ نے ان کی حدیثوں سے احتجاج کیا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم اور سبھی صحاح میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔

یزید بن ابی زیاد کوفی

ابن فضیل ان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ کبار علماء شیعہ سے ہیں ذہبی نے بھی لکھا ہے کہ یہ کوفہ کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ مگر لوگوں نے ان سے تعصب برتا جس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بسلسلہ اسناد ابوبرزہ یا ابو بردہ سے روایت کی ہے کہ :

" ہم لوگ پیغمبر(ص) کے ساتھ تھے کہ پیغمبر(ص) نے گانے کی آواز سنی پتہ چلا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص گارہے ہیں۔ اس پر پیغمبر(ص) نے بد دعا فرمائی کہ خداوندا! دونوں کو فتنہ میں اچھی طرح مبتلا کر اور آتش جہنم کی طرف بلا۔"

صحیح مسلم و سنن اربعہ میں ان کی حدیثیں موجود ہیں۔ نوے (۹۰) برس کی عمر میں سنہ۱۳۶ھ میں انتقال کیا۔

ابو عبداللہ جدلی

ذہبی نے انھیں شدید سخت شیعہ لکھا ہے۔ جوزجانی نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ مختار
کے علمدار لشکر تھے۔ امام احمد انھیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ شہرستانی نے بھی ملل و نحل میں
شیعہ لکھا ہے۔

ابن قتیبہ نے معارف میں غالی ، رافضی ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیثیں جامع ترمذی اور سنن ابی
داؤد اور دیگر سنن و مسانید میں موجود ہیں۔ علامہ ابن سعد نے طبقات جلد۶ صفحہ ۱۵۹ پر
انھیں شدید التشیع شیعہ لکھا ہے نیز کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مختار کے سپاہیوں کے افسر تھے۔
مختار نے انھیں عبداللہ بن زبیر کی طرف آٹھ سوسپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ابن زبیر سے
جنگ کر کے محمد ابن حنفیہ کو ان کی قید سے نکال لیں۔ ابن زبیر نے محمد ابن حنفیہ اور بنی
ہاشم کو محصور کر رکھا تھا اور لکڑیاں اکٹھی کی تھیں کہ انھیں جلا ڈالیں کیونکہ ان لوگوں
نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار گیا تھا۔ ابو عبداللہ جدلی نے پہیچ کر ان حضرت کو رہا کیا۔
یہ سنیکڑوں میں سے چند نام نے درج کیے ہیں۔ یہ لوگ علوم اسلام کے خزینہ دار ہیں۔ ان سے
آثار نبوی(ص) محفوظ ہوئے اور ان پر صحاح وسنن ومسانید کامدار رہا ہے۔

ہم نے آپ کو خواہش کے مطابق ان کے متعلق علمائے اہلسنت کی توثیق اور ان سے احتجاج کو
بھی ذکر کیا۔ اس سے آپ رائے میں ضرور تبدیلی ہوگی کہ اہل سنت رجال شیعہ سے احتجاج
نہیں کرتے۔ اگر شیعوں کی حدیثیں صرف ان کے تشیع کے تشیع کے جرم میں رد کردی جائیں
تو جیسا کہ ذہبی نے میزان میں ابان بن تغلب کے ذکر میں کہا ہے۔ کل آثارِ نبوی ضائع و برباد

ہوجائیں۔

ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے شیعہ ہیں جن سے اہل سنت نے احتجاج کیا ہے اور وہ ان سے بھی سند کے اعتبار سے اور کثرتِ حدیث سے زیادہ کشادہ دامن اور علم کے اعتبار سے زیادہ وسیع النظر تھے اور زمانے کے لحاظ سے ان سے بھی مقدم تھے اور ان سے بھی زیادہ ان کے قدم تشیع میں راسخ تھے اصحاب رسول(ص) میں بڑی تعداد رجال شیعہ کی ہے جنھیں ہم نے فصول مہمہ کے آخر میں بیان کیا ہے تابعین میں ایسے حافظ و صدوق و ثقہ شیعہ ہیں جو محبت اہلبیت(ع) کی قربانی پر بھینٹ چڑھتے رہے۔ جنھیں جلا وطن کیا گیا۔ سزائیں دی گئیں۔ قتل کیا گیا۔ سولیاں دی گئیں۔ اور جو علوم و فنون کے موسس و موجد ہوئے۔ یہ صدوق و دیانت ورع و تقوی زہد و عبادت و اخلاص کے روشن ستارے تھے۔ اور ان سے دین الہی کو لامتناہی فائدے پہنچے۔ اور ان کی خدمات کی برکتوں سے اسلام کا بحر بے کنار آج بھی موجزن ہے۔

ش

1:- ۔ ابن عدی کا یہ کہنا سوا ان کے تعصب کے اور کیا سمجھا جائے عبدالرزاق نے فضائل اہلبیت(ع) کی جو حدیثیں روایت کی ہیں انصاف پسند علماء اہل سنت نے اس کی تائید بھی کی ہے اور اسے صحیح حدیثوں میں شمار کیا ہے ۔ ہاں خارجی و ناصبی دشمنان اہلبیت(ع) نے البتہ مخالفت کی ہے ۔ منجملہ ان حدیثوں کے ایک وہ حدیث ہے جو احمد بن ازہر جو باتفاق حجت ہیں نے روایت کی ہے کہ مجھ سے عبدالرزاق نے بیان کیا ان سے معمر نے ان سے زہری نے ان سے عبیداللہ نے ان سے ابن عباس نے کہ پیغمبر(ص) نے حضرت علی(ع) کی طرف نگاہ اٹھا

کر کہا تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی جس نے تمھیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ دشمنی کی۔ تمھیں دوست رکھنے والا خدا کو دوست رکھنے والا اور تمھیں دشمن رکھنے والا دشمن رکھنے والا اور عذاب جہنم ہے تمہارے دشمن کے لیے۔ امام حاکم مستدرک جلد۳ صفحہ ۱۲۸ پر اس کی درج کر کے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کے معیار پر بھی صحیح ہے مگر ان دونوں نے اپنی صحیحین میں درج نہیں کیا دوسری حدیث ہے جو عبدالرزاق نے بسلسلہ اسناد ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب سیدہ نے رسالت ماب(ص) سے عرض کی بابا جان آپ(ص) نے مجھے غریب و نادار شخص سے بیاہا آنحضرت(ص) نے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ خداوند کریم نے باشندگان زمین کی طرف نظر کی ان میں سے صرف دو شخصوں کو منتخب کیا ایک کو تمھارا باپ بنایا دوسرے کو تمھارا شوہر۔ اس حدیث کو امام حاکم نے بسلسلہ اسناد ابوہریرہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مستدرک جلد۳ صفحہ۱۲۹۔

2:- ۔ دشمناں اہل بیت(ع) کے متعلق عبدالرزاق کی بیاں کردہ حدیثیں معاویہ اور ان کے پیروؤں ہی نزدیک منکر ہوسکتی ہیں مثلا یہ حدیث جو عبدالرزاق نے بسلسلہ اسناد مرفوعا روایت کی کہ "اذا رائیتم معاویه علی منبری فاقتلوه" جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا قتل کردینا۔